اداریہ

شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کا تحقیقی مقالہ ''القلم'' کا شمارہ سال ۲۰۰۶ء قارئین کے لیے پیش خدمت ہے۔ گزشتہ شمارہ کے بارے میں فاضل قارئین نے جو تجاویز ہمیں ارسال فرمائیں ان پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ''القلم'' کے معیار کی بہتری کے لیے جن احباب نے ہمیں تجاویز ارسال کیں ہم ان کے بے حد ممنون ہیں۔

قلمی تعاون کرنے والے احباب بھی بے حد شکریے کے حقدار ہیں کہ ان کے اس تعاون کی وجہ سے مجلّہ ''القلم'' زیور تحریر سے آراستہ ہوا ہے اور علم و تحقیق کا سفر جاری ہے۔

اس شمارے میں محترم ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس کا مضمون یا یھا الرسول اور یا یھا النبی کے قرآنی خطابات، اہلِ علم کے لیے قرآن کے اسلوب میں مخفی اسرار و حکم کا مجموعہ ہے۔ نبی اکرمؐ کے لیے یہ دونوں خطابات اپنے اپنے مقام پر جس معنویت کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، فاضل مقالہ نگار ان معنوی و اسرار کو منظر پر لائے ہیں۔

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی کی علمی کاوش الفتح السماوی بتوضیح تفسیر البیضاوی شامل اشاعت ہے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی مذکورہ بالا کتاب کے مخفی نکات مضمون نگار نے واضح کر کے اس کتاب کی افادیت کو اجاگر کیا ہے۔

ترتیبِ قرآن مجید اور مستشرقین کے عنوان سے شاملِ اشاعت مضمون میں قرآن مجید کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے میں مستشرقین کی دلچسپی اور سعی لاحاصل کا ذکر ہے۔ قرآن مجید، احادیثِ نبویہ، اجماع امت کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی ترتیب توقیفی ہے اور اس کی نزولی ترتیب کو قائم رکھنے کی ضرورت تھی ہی نہیں۔ اس کے علاوہ اس مضمون میں خالص منطقی دلیل سے بھی واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے ہی ترتیب دیا تھا۔

مسز منزہ مصدق کا تحریر کردہ مضمون قرآن وسنت کا باہمی تعلق، عصر حاضر کے ایک علمی مسئلہ کے بارے میں ہے۔ فاضلہ مضمون نگار نے اس مسئلہ کی مدلل وضاحت کی ہے کہ قرآن وسنت دونوں لازم وملزوم ہیں۔ دور حاضر میں بعض لوگوں کی طرف سے جو غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوششیں کی جارہی ہے ان کے ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

محترم ڈاکٹر طاہر رضا بخاری نے ''مسئلہ تعلیم ،تعلیمات نبوی کی روشنی میں'' آج کے اہم موضوع یعنی تعلیم پر قلم اٹھایا ہے اور مروجہ نظام تعلیم کو اسوۂ حسنہ کے تناظر میں دیکھنے کے ساتھ ساتھ تعلیم کو عصر حاضر کے مطابق بنانے کے لیے رہنمائی کے اہم اصول بھی تجویز کیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ کا مقالہ ''اسلام کی اولین اقامتی جامعہ اور اس کے فاضلین'' کے موضوع پر عمدہ تحقیق ہے اور مذکورہ موضوع پر مواد کو خوبصورتی کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔

عائلی زندگی اور مہر، میں حافظہ شاہدہ پروین نے مہر کی حقیقی روح کی وضاحت کی ہے اور مہر کے حوالے سے معاشرے میں پائے جانے والے مسائل کا کتاب وسنت کی روشنی میں جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ دورِ جدید میں مہر کے بارے میں جو غلط تصورات بالخصوص پاک و ہند میں رواج پا گئے ہیں ان پر بھی تحقیقی انداز سے روشنی ڈالی ہے۔

اظہار الحق مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی مطالعہ مسیحیت پر معرکہ آراء کتاب ہے۔ڈاکٹر محمد عبداللہ نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی تقابل ادیان میں خدمات کے موضوع پر ہی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔اس اعتبار سے یہ مضمون مذکورہ کتاب کے نمایاں پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔

ڈاکٹر اختر حسین عزمی نے 'تزکیہ کے اجتماعی تصور کا احیاء اور مولانا امین احسن اصلاحی' کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور اس ضمن میں مولانا امین اصلاحی کے اس نظریے کی وضاحت کی ہے کہ اسلام میں تزکیہ کا تصور فرد کی بجائے اجتماع سے وابستہ ہے۔

فکری، ذہنی اور جسمانی آزادی کا تصور اس دور کا اہم مسئلہ ہے۔اس پس منظر میں فلسفہ حدود و قیود ایک تحقیقی مضمون ہے۔مقالہ نگار نے دلیل کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ مطلق آزادی کا تصور ایک تخیل تو ہوسکتا ہے لیکن اس کا حقیقی زندگی میں کوئی امکان نہیں ہے۔عملی مشاہدہ بھی یہی ہے کہ انسان کسی نہ کسی طرح فطری طور پر پابندیوں پر عمل کرنے کا پابند ہے۔عملی زندگی میں پابندیوں کے بغیر ممکن ہی نہیں اور مشرق ومغرب کے فلسفی بھی اسی نتیجے تک پہنچے ہیں کہ پابندیوں پر عمل کرنے سے ہی انسانی زندگی ممکن ہوسکتی ہے۔

پاکستان کی نظریاتی بنیادیں (روشن خیالی یا اسلام) نہایت مدلل مقالہ ہے۔اس میں مضمون نگار نے معتبر شواہد کے ساتھ دور حاضر کے ایک اہم ترین مسئلے کی وضاحت کی ہے کہ پاکستان کی بنیاد خالصتاً اسلام پر ہے۔وہی اسلام جو سلف سے ہم تک منتقل ہوا۔نظریہ پاکستان کے ساتھ وفاداری یہی ہے کہ جو فکر اس کی بنیادوں میں کارفرما تھی اس کی کوئی نئی تاویل نہ کی جائے۔

ڈاکٹر محمد آصف خان کا مقالہ "ولی اللٰھی نظریہ ارتفاقات اور عصر حاضر" شاہ ولی اللہ کی فکر کی تشریح وتوضیح کی ایک اچھی کاوش ہے۔شاہ ولی اللہ کی فکر نے اگر چہ برصغیر کی فکر کو براہِ راست متاثر کیا ہے لیکن آپ کا نظریہ ارتفاقات جس انداز سے متعارف کروانے کی ضرورت تھی،اس طرح اسے متعارف نہیں کروایا جاسکا۔امید ہے کہ ڈاکٹر محمد آصف کا یہ مضمون شاہ ولی اللہؒ کے ایک اہم نظریہ کو متعارف کروانے کا ذریعہ بنے گا۔

محترم عبد الغفار کا مضمون دورِ حاضر کے اہم مسئلے دارالحرب میں رباء کے احکام کے بارے میں ہے یہ ایک عملی مسئلہ ہے اور دارالحرب میں مسلمانوں کی راہنمائی کے اعتبار سے یہ ایک مفید مضمون ہے۔

ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر نے امام ابن حزم کے معاشی افکار پر تحقیق کی ہے۔مجلہ میں شامل یہ مضمون ان کے تحقیقی مقالے کا خلاصہ ہے۔امید ہے کہ اہلِ علم کے لیے ایک نئے پہلو سے دلچسپی کا حامل ہوگا۔

ملک نور محمد اعوان نے عہد بنو عباس کے ایک علمی ادارے بیت الحکمت کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔ان کی تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذکورہ ادارے میں تصنیف وترجمہ کے علاوہ علوم وفنون کے کتنے ہی گوشے تھے،جن پر توجہ دی جاتی تھی۔آج کی مسلم امہ کے لیے اس میں راہنمائی کے بہت سے پہلو موجود ہیں۔

اگر چہ مجلہ القلم میں اردو،عربی اور انگریزی تینوں زبانوں کے مقالات شائع ہوتے ہیں تاہم موجودہ شمارہ میں اردو اور انگریزی کے مقالات ہی شامل کیے گئے ہیں۔عربی مقالات موصول نہیں ہوئے۔

مجلہ کی اشاعت میں ادارہ کے اساتذہ کرام ڈاکٹر محمد حماد لکھوی اور ڈاکٹر محمد عبد اللہ نے خصوصی تعاون فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کی صلاحیتوں میں مزید اضافہ فرمائے۔

شاملِ اشاعت مضامین کے اعتبار سے یہ مجلہ علمی وعملی مسائل پر مشتمل مضامین کا ایک اچھا مجموعہ ہے۔ادارہ نے بھر پور کوشش کی ہے کہ مجلہ کو معیاری تحقیق پر مشتمل عصری مسائل وضروریات کی مناسبت سے فضلاء کی کاوشیں قارئین کو پیش کی جائیں۔قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ مجلے کے بارے میں اپنی قیمتی آراء اور تجاویز سے مدیر کو آگاہ کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں علم کے تقاضوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر

ایڈیٹر

مستشرقین کی تحقیق کا سبب

مستشرقین کی تحقیق کا سبب نہ اسلام کی محبت ہے اور نہ مسلمان علماء اور فضلاء کی قدر دانی، بلکہ صورتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان مستشرقین کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بالعموم ایک شدید قسم کا تعصب موجود ہوتا ہے۔ لہذا جب بھی وہ اپنے میکانکی کام سے ذرا ہٹ کر مسلمانوں کے معتقدات اور نظریات کی توجیہ کرنے لگتے ہیں تو ان سے یہ توقع کرنا ہی عبث ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے متعلق کوئی موافقانہ رائے قائم کریں گے۔ یہی سبب ہے کہ ان کی تحقیق کا ایک حصہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعتراضات سے معمور ہے۔ لہذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ان کے کام کے اس حصے کو نظرِ ثانی کے بعد ان کی غیر منصفانہ تنقید سے پاک کریں۔